Research Journal of Islamic Studies

Volume: 2 Issue: 1

Jan-Jun 2025

Page No: 25-37

The Govt. Sadiq College Women University Bahawalpur

https://journals.gscwu.edu.pk/index.php/mishkat-ulilm/about

کامیاب زندگی گزارنے کے رہنما اصول سورۃ العصر کی روشنی میں

Guiding Principles for Leading a Successful Life in the Light of Surah Al-Asr

Mehreen Majeed
Bahawalpur, Pakistan
mehreenmajeed9296@gmail.com
ORCID: 0009-0000-8631-899X

Abstract

This paper explores the principles of leading a successful life, based on the guidance provided in Surah Al-Asr, one of the shortest yet profound chapters of the Qur'an. Surah Al-Asr is a powerful reminder of the importance of time and the values of faith, righteous deeds, truthfulness, and patience. By interpreting this Surah within the context of contemporary life, we aim to understand how its teachings can help individuals achieve success in their personal, social, and spiritual lives. This paper also discusses relevant Hadiths, Quranic verses, and scholarly interpretations to reinforce the practicality of Surah Al-Asr in modern life. The paper concludes by highlighting the significance of time management, sincerity, and perseverance as essential elements of a successful life. This Surah Teaches that true success lies not in wealth, status or power but in living a life of belief moral integrity and social responsibility .it urges individuals to live purposefully help others grow spiritually and morally and be resilient in the face of trails .Therefore Surah Al-Asr is not just a religious message but a universal road map for achieving Success in both this world and the hereafter.

Keywords: Surah Al-Asr, successful life, time management, faith, righteous deeds, truth, patience, Islamic guidance

زندگی گزارنے کے اصول ہر دور میں مختلف انداز میں بیان کیے گئے ہیں، لیکن اسلام میں کامیاب زندگی گزارنے کے جو اصول دیے گئے ہیں، ان کی بنیاد ایمان، عمل صالح، سچائی، اور صبر پر ہے۔ یہ اصول نہ صرف دنیا کی فلاح کے لیے ہیں بلکہ انسان کے آخرت کی کامیابی کے لیے بھی اہم ہیں۔ سورۃ العصر میں یہی اصول نہایت مختصر اور جامع انداز میں بیان کیے گئے ہیں۔ سورۃ العصر کا پیغام نہ صرف مسلمانوں کے لیے بلکہ پوری انسانیت کے لیے ہے۔

تعارف:

انسانی زندگی ایک مسلسل سفر ہے جو مختلف مراحل، چیلنجز، اور تجربات سے گزرتی ہے۔ ہر فرد کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ ایک کامیاب، باوقار، اور بامقصد زندگی گزارے، لیکن کامیابی کا مفہوم ہر ایک کے لیے مختلف ہو سکتا ہے۔ کچھ لوگ اسے دولت اور شہرت میں تلاش کرتے ہیں، کچھ عزت و احترام میں، اور کچھ روحانی سکون میں۔ تاہم، حقیقی کامیابی وہ ہے جو انسان کو نہ صرف دنیا میں سکون اور وقار عطا کرے بلکہ آخرت میں نجات بھی دلائے۔ اس کامیابی کا راستہ صرف عقل، تجربے یا دنیاوی علم سے ہی نہیں ملتا بلکہ وحی الٰہی، یعنی قرآن و سنت کی تعلیمات ہی وہ معتبر اور اٹل اصول فراہم کرتی ہیں جو انسان کو ہر دور میں رہنمائی مہیا کرتے ہیں۔

ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ[1]

ان اصولوں کا جامع ترین اظہار سورۃ العصر میں ہوتا ہے، جو اگرچہ قرآن مجید کی مختصر سورتوں میں سے ایک ہے، مگر اس میں بیان کردہ پیغام اپنی معنویت اور جامعیت میں بے مثال ہے۔ امام شافعیؒ کا قول ہے کہ "اگر لوگ صرف سورۃ العصر پر غور کرلیں تو یہی ان کی نجات کے لیے کافی ہے"، یہ اس سورت کی علمی و عملی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔ سورۃ العصر میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطری ناکامی کو بیان کیا اور اس سے بچنے کے لیے چار بنیادی اصول پیش کیے: ایمان، عمل صالح، حق کی تلقین، اور صبر۔ یہ اصول نہ صرف دینی فلاح کا ذریعہ ہیں بلکہ دنیاوی ترقی و کامیابی کا بھی زینہ ہیں۔ یہی اصول اس تحقیق کا مرکز ہیں، جن کا مقصد یہ جاننا ہے کہ جدید دور میں سورۃ العصر کی روشنی میں ایک کامیاب زندگی کس طرح گزاری جا سکتی ہے[2]۔

بنیادی سوالات

- سورۃ العصر میں بیان کردہ اصول (ایمان، عمل صالح، حق کی تلقین، اور صبر) کامیاب زندگی گزارنے کے لیے کس حد تک رہنمائی فراہم کرتے ہیں؟
- جدید دور کے معاشرتی، معاشی اور نفسیاتی چیلنجز کے تناظر میں سورۃ العصر کے پیغام کو کیسے مؤثر طور پر اپنایا جا سکتا ہے؟
- سورۃ العصر کی تعلیمات کو فرد کی ذاتی، خاندانی اور معاشرتی زندگی میں کس طرح نافذ کر کے ہم ایک کامیاب اور باوقار معاشرہ تشکیل دے سکتے ہیں؟

ریسرچ کا مقصد

اس تحقیق کا بنیادی مقصد سورۃ العصر میں بیان کردہ اصولوں — ایمان، عمل صالح، حق کی تلقین اور صبر کو جدید انسانی زندگی کے تناظر میں سمجھنا اور ان کی افادیت کو اجاگر کرنا ہے۔ موجودہ دور میں جہاں انسان کو مادی ترقی، نفسیاتی دباؤ، اخلاقی بحران، اور سماجی الجھنوں کا سامنا ہے، وہاں قرآن مجید کی یہ مختصر لیکن جامع سورۃ ہمیں ایک واضح راستہ دکھاتی ہے۔

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِىْ خُسْرٍ[3]

تحقیق کا مقصد یہ بھی ہے کہ ان اصولوں کو صرف مذہبی نقطۂ نظر سے نہ دیکھا جائے بلکہ ان کی عملی تطبیق کو معاشرتی، تعلیمی، پیشہ ورانہ، اور خاندانی سطح پر پرکھا جائے تاکہ یہ ثابت کیا جا سکے کہ سورۃ العصر کا پیغام صرف عبادت تک محدود نہیں بلکہ ایک مکمل طرزِ حیات کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ یہ تحقیق ان افراد کے لیے بھی راہنمائی فراہم کرے گی جو زندگی کی بھاگ دوڑ میں اپنی ترجیحات اور اقدار کھو چکے ہیں۔ اس تحقیق کے ذریعے یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ کامیاب زندگی کا تصور محض دنیاوی کامیابی تک محدود نہیں بلکہ یہ ایک متوازن، با اخلاق، اور باایمان زندگی کا نام ہے، جو صرف اللہ کے بتائے ہوئے راستے پر چل کر ہی ممکن ہے[4]۔ اس تحقیق کا ہدف یہ بھی ہے کہ طلباء، اساتذہ، محققین، اور عام افراد کو ایک ایسا فکری اور عملی لائحہ عمل مہیا کیا جائے جو ان کی زندگیوں میں بہتری، استقامت، اور کامیابی لا سکے[5]۔

سورۃ العصر کا تعارف

سورۃ العصر قرآن مجید کی 103 نمبر پر سورت ہے، جو مکی سورتوں میں شمار ہوتی ہے۔ اس سورت میں صرف تین آیات ہیں، لیکن اس کا پیغام انتہائی جامع، گہرا اور بامعنی ہے۔ قرآن مجید کی یہ سورت اپنے اختصار کے باوجود انسان کی پوری زندگی کے لیے رہنمائی فراہم کرتی ہے۔

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ[6]

یہی وجہ ہے کہ اس سورت کو "جامع اصولِ حیات" کی حیثیت دی جاتی ہے۔ سورۃ العصر درحقیقت ایک ایسا مختصر منشور ہے جو ایمان، نیک عمل، حق گوئی اور صبر جیسے بنیادی اسلامی اصولوں پر زور دیتی ہے۔

"الشكر نصف ايمان و الصبر نصف الايمان واليقين الايمان كلة"[7]

"صبر نصف ایمان ہے اور شکر نصف ایمان ہے اور یقین کامل ایمان ہے۔"

امام شافعیؒ کا قول مشہور ہے کہ "اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر صرف یہی سورت نازل کی ہوتی تو یہ ان کے لیے کافی تھی"، جو اس سورت کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔ یہ سورت "والعصر" یعنی "زمانے کی قسم" سے شروع ہوتی ہے، جو وقت کی اہمیت، قدر اور اس کے زیاں کے احساس کو اجاگر کرتی ہے۔ وقت کی قسم کھا کر اللہ تعالیٰ نے اس بات کو واضح کیا کہ انسان خسارے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لاتے ہیں، نیک عمل کرتے ہیں، حق کی تلقین کرتے ہیں اور صبر اختیار کرتے ہیں۔

ان چار عناصر کو نجات کا راستہ قرار دے کر اللہ تعالیٰ نے کامیابی کی وہ شاہراہ متعین کر دی ہے جس پر چل کر کوئی بھی انسان دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ گویا یہ سورت انسانی زندگی کی فکری، روحانی، اخلاقی اور سماجی بنیادوں کو ایک مختصر لیکن مؤثر انداز میں بیان کرتی ہے۔ سورۃ العصر کا اسلوب نہایت مختصر لیکن کلام میں انتہائی زور دار ہے۔ اس میں الفاظ کی قلت کے باوجود معانی کی وسعت موجود ہے۔ عربی لغت میں "عصر" سے مراد وقت کا وہ حصہ بھی لیا جاتا ہے جو دن کے اختتام پر آتا ہے، لیکن مفسرین کے مطابق یہاں "عصر" سے مراد عمومی طور پر زمانہ اور وقت ہے، جو انسانی زندگی کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے۔ اس وقت کی قدر نہ کرنا اور اسے ضائع کرنا انسان کے لیے تباہی اور خسارے کا سبب بنتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سورت کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے "زمانے کی قسم" کھا کر انسان کو متنبہ کیا ہے کہ اگر وہ ان چار صفات کو اختیار نہیں کرتا تو وہ لازماً خسارے میں ہے۔ اس سورت کا پیغام ہر زمانے کے انسان کے لیے یکساں مفید ہے۔ آج کے تیز رفتار اور مادی زندگی میں جہاں انسان اپنی اقدار، ایمان، صبر اور سچائی کو فراموش کر چکا ہے، سورۃ العصر اُسے پھر سے یاد دلاتی ہے کہ کامیاب زندگی کا راز صرف دنیاوی کامیابی میں نہیں بلکہ ایمانی پختگی، اخلاقی سچائی، مثبت اعمال، اور صبر جیسے اوصاف میں ہے۔ یہی وہ پیغام ہے جو اس تحقیق کا محور ہے کہ کس طرح سورۃ العصر کی تعلیمات کو زندگی میں نافذ کر کے ایک بہتر، کامیاب، اور بامقصد زندگی گزاری جا سکتی ہے۔[8]

سورۃ العصر کی آیات کی تشریح

پہلی آیت: وَالْعَصْرِ

سورۃ العصر کا آغاز اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے ہوتا ہے " **وَالْعَصْرِ** "یعنی "زمانے کی قسم"۔ قرآن مجید میں جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کی قسم کھاتے ہیں تو اس کا مقصد اس کی اہمیت اور عظمت کو واضح کرنا ہوتا ہے[9]۔ یہاں "عصر" سے مراد وقت ہے، جو انسانی زندگی کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے۔ وقت ہی وہ پیمانہ ہے جس میں انسان کے اعمال، کامیابیاں، ناکامیاں اور ترقی یا زوال ناپے جاتے ہیں۔ اس آیت کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے انسان کو متوجہ کیا ہے کہ وقت ایک ایسی نعمت ہے جس کا ضیاع درحقیقت انسان کی بربادی ہے۔ وقت ایک ناقابلِ واپسی شے ہے[10]، جو ایک بار گزر جائے تو واپس نہیں آتی۔ اسی لیے وقت کی قدر کرنا اور اسے نیک اعمال میں استعمال کرنا کامیاب زندگی کے لیے اولین شرط ہے۔ عصر کے مفہوم میں عروج و زوال، تغیر و تبدل اور انسانی تجربات کا مجموعہ بھی شامل ہے، جو اس کی معنویت کو مزید گہرا کرتا ہے[11]۔

دوسری آیت: إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ

اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں " **بیشک انسان خسارے میں ہے** "۔ یہاں "خسارے" کا مفہوم صرف مالی نقصان نہیں بلکہ زندگی کا ہر وہ پہلو شامل ہے جو مقصدیت سے خالی ہو۔ یعنی جو انسان اپنے وقت کو ضائع کرتا ہے، جو ایمان سے خالی ہے، جس کے اعمال بیکار ہیں، جو سچائی سے دور ہے، اور جو صبر نہیں کرتا، وہ سراسر نقصان میں ہے[12]۔ اس آیت میں "الانسان" کا استعمال عمومی ہے، یعنی تمام انسان اس خسارے کا شکار ہیں سوائے ان کے جن کا ذکر اگلی آیت میں کیا گیا ہے۔ یہ ایک تنبیہ ہے کہ انسان اپنی حالت پر غور کرے اور ان چار نجات بخش اوصاف کو اپنائے جو کامیابی کی کنجی ہیں۔ یہاں یہ حقیقت بھی ظاہر ہوتی ہے کہ اگر انسان اپنے وقت، سوچ، اور اعمال کو صحیح راہ پر نہ ڈالے تو وہ خود ہی اپنے لیے ہلاکت کا سبب بنتا ہے۔ یہ آیت انسان کو خوداحتسابی کی دعوت دیتی ہے[13]۔

تیسری آیت: إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

تیسری آیت کے آغاز میں "اِلَّا" کے ذریعے ان لوگوں کو استثنیٰ دیا گیا ہے۔ جو چار بنیادی صفات کے حامل ہیں۔ پہلا وصف ہے **"ایمان"**، جو کہ ہر نیک عمل کی بنیاد ہے۔ ایمان کے بغیر انسان کی زندگی کا کوئی عمل اللہ کے نزدیک قابلِ قبول نہیں۔ ایمان کا مطلب صرف زبانی اقرار نہیں بلکہ دل سے یقین اور عمل سے اظہار ہے۔ دوسرا وصف " **عملِ صالح** " ہے، یعنی ایسے اعمال جو قرآن و سنت کے مطابق ہوں اور خالص اللہ کی رضا کے لیے کیے جائیں۔ عمل صالح فرد کے اخلاق، کردار اور معاشرتی رویوں کو بہتر بناتے ہیں۔ اس آیت میں یہ بھی واضح کیا گیا کہ صرف ایمان کافی نہیں جب تک کہ وہ نیک اعمال سے ظاہر نہ ہو[14]۔ یہ دونوں اوصاف یعنی ایمان اور عمل صالح فرد کو نہ صرف دنیا میں کامیابی دیتے ہیں بلکہ آخرت میں نجات کا ذریعہ بھی بنتے ہیں۔ اس لیے ایمان اور عمل ایک دوسرے کے لازم و ملزوم ہیں[15]۔

آیت: وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

اس آیت میں دو مزید صفات کا ذکر ہے جو ایک مثالی معاشرے کی تشکیل کے لیے لازم ہیں۔ پہلی صفت **"تواصی بالحق "** یعنی ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرنا ہے[16]۔ حق سے مراد سچائی، عدل، دینِ اسلام، اور وہ تمام باتیں ہیں جو اللہ اور رسول ﷺ کے بتائے ہوئے طریقوں پر مبنی ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ انسان نہ صرف خود راہِ حق پر چلے بلکہ دوسروں کو بھی نیکی، صداقت، اور عدل کی تلقین کرے۔ دوسری صفت **"تواصی بالصبر"** یعنی ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرنا ہے۔[17] صبر کا مطلب مشکلات پر برداشت، آزمائشوں میں ثابت قدمی اور دین پر ڈٹے رہنا ہے۔ ان دونوں صفات کا تعلق فرد کی معاشرتی ذمے داری سے ہے، کیونکہ ایک کامیاب معاشرہ تب ہی وجود میں آسکتا ہے جب اس میں لوگ ایک دوسرے کو سچائی اور صبر کا درس دیں۔ یہ آیت ایک مکمل فلاحی سماج کے قیام کی بنیاد فراہم کرتی ہے[18]۔

کامیاب زندگی کے اصول

کامیاب زندگی گزارنے کا خواب ہر انسان کے دل میں ہوتا ہے، لیکن اس کامیابی کے مفہوم اور معیار مختلف لوگوں کے ہاں مختلف ہو سکتے ہیں۔ بعض لوگ دنیاوی ترقی، مالی آسودگی، شہرت یا عہدہ کو کامیابی سمجھتے ہیں، جبکہ دیگر افراد روحانی سکون، اخلاقی کردار، اور معاشرتی فلاح کو کامیاب زندگی کا پیمانہ قرار دیتے ہیں۔ اسلام ایک جامع نظریہ حیات پیش کرتا ہے، جس میں دنیا و آخرت دونوں کی بھلائی شامل ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق حقیقی کامیابی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کی نجات کے ساتھ جڑی ہو، اور یہی کامیابی سورۃ العصر میں بیان کردہ اصولوں کے ذریعے ممکن ہے۔ سورۃ العصر قرآن مجید کی نہایت مختصر مگر جامع سورۃ ہے جو کامیاب زندگی کے چار بنیادی اصول واضح کرتی ہے: ایمان، عمل صالح، حق کی تلقین، اور صبر کی نصیحت۔ یہ چاروں اصول نہ صرف فرد کی انفرادی زندگی کو بہتر بناتے ہیں بلکہ ایک پر امن، مہذب اور ترقی یافتہ معاشرے کی بنیاد بھی رکھتے ہیں۔ اگر کوئی انسان ان اصولوں کو اپنی زندگی کا محور بنا لے تو نہ صرف وہ دنیا میں سکون اور خوشحالی حاصل کر سکتا ہے بلکہ آخرت میں بھی فلاح پا سکتا ہے۔ کامیاب زندگی کا یہ تصور محض ایک نظریہ نہیں بلکہ ایک قابل عمل ضابطہ حیات ہے جسے ہر انسان اپنانے کی کوشش کر سکتا ہے[19]۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ سورۃ العصر میں جن اصولوں کو کامیابی کی بنیاد بنایا گیا ہے، وہ صرف عبادات یا روحانیت تک محدود نہیں بلکہ ان کا تعلق معاشرتی، اخلاقی اور نفسیاتی پہلوؤں سے بھی ہے۔ ایمان انسان کے اندر مقصدِ حیات کی جستجو پیدا کرتا ہے، عمل صالح اسے صحیح راہ پر گامزن کرتا ہے، حق کی تلقین اسے معاشرتی اصلاح میں شریک بناتی ہے، اور صبر اسے ہر آزمائش میں ثابت قدم رکھتا ہے۔ ان اصولوں کو اپنانا ہی کامیاب زندگی کا راز ہے، جسے ہر ذی شعور انسان کو اپنی عملی زندگی میں نافذ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے[20]۔

پہلا اصول: ایمان (عقیدے کی مضبوطی)

ایمان ایک مسلمان کی زندگی کی بنیاد اور کامیابی کا پہلا زینہ ہے۔ سورۃ العصر میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو ان افراد کی پہلی صفت کے طور پر بیان کیا ہے جو خسارے سے بچ جاتے ہیں۔ قرآن پاک میں ایمان کے بغیر کوئی عمل قابل قبول نہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً[21]"

یعنی "جو کوئی نیک عمل کرے، مرد ہو یا عورت، اور وہ مومن ہو، تو ہم اسے پاکیزہ زندگی عطا کریں گے۔"

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ نیک اعمال بھی تب ہی مفید ہیں جب ان کے پیچھے ایمان ہو۔

ایمان صرف زبان سے کلمہ پڑھنے کا نام نہیں، بلکہ دل سے تصدیق، زبان سے اقرار، اور اعمال سے اس کی تصدیق ضروری ہے۔ عقیدے کی مضبوطی انسان کو نیکی کی طرف راغب کرتی ہے، اور اسے برائی سے روکتی ہے۔ جب انسان اللہ پر یقین رکھتا ہے، تو وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اسے ایک دن اپنے اعمال کا حساب دینا ہے، جس سے اس کی زندگی میں سنجیدگی، تقویٰ اور احساسِ جوابدہی پیدا ہوتا ہے۔ اسی لیے قرآن و حدیث میں ایمان کی تجدید اور اس کو مضبوط بنانے کی تاکید کی گئی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایمان ستر سے کچھ اوپر درجے رکھتا ہے، سب سے اعلیٰ درجہ 'لا إلہ إلا اللہ' کہنا ہے، اور سب سے کم درجہ راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹا دینا ہے"۔ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایمان نہ صرف عقیدے کا معاملہ ہے بلکہ یہ عمل سے جُڑا ہوا ہے۔ ایمان کے اثرات انسان کی زندگی کے ہر شعبے میں نظر آتے ہیں، چاہے وہ اخلاق ہو، تعلقات ہوں یا معاملات۔ عقیدے کی مضبوطی ایک ایسی طاقت ہے جو انسان کو ہر مشکل وقت میں سہارا دیتی ہے۔ جب انسان کا ایمان مضبوط ہوتا ہے، تو وہ ناامیدی کا شکار نہیں ہوتا بلکہ ہر آزمائش کو اللہ کا

امتحان سمجھ کر صبر و استقامت سے مقابلہ کرتا ہے۔ ایمان انسان کو روحانی اطمینان دیتا ہے، جو کہ کسی بھی دنیاوی کامیابی سے زیادہ قیمتی ہے۔ یہی وہ بنیاد ہے جس پر کامیاب زندگی کی عمارت کھڑی کی جاسکتی ہے۔

دوسرا اصول: عمل صالح (نیک اعمال)

ایمان کی بنیاد پر عمل صالح زندگی کو حقیقی کامیابی کی طرف لے جانے والا دوسرا اہم ستون ہے۔ اسلام میں عمل کا بہت بڑا مقام ہے اور قرآن و حدیث میں بارہا تاکید کی گئی ہے کہ صرف ایمان ہی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ نیک اعمال کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ العصر کی تیسری آیت میں فرمایا ہے:

"إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ"[22]

یعنی "مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے"۔

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ کامیابی کے لیے ایمان اور نیک اعمال دونوں کا امتزاج لازم وملزوم ہے۔ نیک عمل صرف عبادات تک محدود نہیں بلکہ ہر اچھے عمل کو شامل کرتا ہے، جیسے دوسروں کی مدد کرنا، امانت داری، سچائی، والدین کی خدمت، اور معاشرتی ذمہ داریوں کی ادائیگی۔

عمل صالح کا تعلق انسان کی زندگی کے ہر پہلو سے ہے۔ روزمرہ کے معاملات، تعلقات، کاروبار، اخلاقی سلوک، اور حتیٰ کہ خیالات بھی نیک عمل کا حصہ ہیں جب وہ اللہ کی رضا کے لیے کیے جائیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى "[23]

یعنی "اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، اور ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی۔"

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک اعمال کی قبولیت کے لیے نیت کی صفائی اور اخلاص بھی ضروری ہے۔

عمل صالح کی اہمیت اس لیے بھی ہے کہ یہ انسان کی شخصیت کو نکھارتا ہے اور اسے دنیا و آخرت کی کامیابی کی راہ پر گامزن کرتا ہے۔ نیک عمل انسان کے دل کو اللہ کے قریب کرتا ہے اور معاشرہ میں عزت و وقار کا باعث بنتا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

"وَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً[24]

یعنی "جو کوئی نیک عمل کرے، چاہے مرد ہو یا عورت، اور وہ مومن ہو، ہم اسے پاکیزہ زندگی دیں گے۔"

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ نیک اعمال کے ذریعے دنیا میں بھی سکون اور خوشحالی ملتی ہے۔

آخری بات یہ کہ عمل صالح نہ صرف فرد کی بھلائی کے لیے ضروری ہے بلکہ ایک اچھے اور پرامن معاشرے کی تشکیل کے لیے بھی لازم ہے۔ جب ہر فرد نیک عمل کرے گا تو معاشرتی برائیاں ختم ہوں گی، لوگ ایک دوسرے کی عزت کریں گے اور محبت و بھائی چارہ فروغ پائے گا۔ اسلام کی یہ تعلیمات ہمیں ایک کامیاب، خوشحال، اور متوازن زندگی گزارنے کی راہ دکھاتی ہیں، جسے عمل صالح کی پیروی کے بغیر پورا نہیں کیا جاسکتا۔

سورۃ العصر کی تیسری آیت میں تواصی بالحق کا ذکر کیا گیا ہے جو کامیاب زندگی کے لیے ایک نہایت اہم اصول ہے۔ تواصی بالحق کا مطلب ہے ایک دوسرے کو حق کی بات کی نصیحت کرنا، حق کے راستے پر رہنمائی کرنا، اور سچائی کی تلقین کرنا۔ یہ وہ فریضہ ہے جو ایک مسلمان کی اجتماعی ذمہ داری ہے تاکہ معاشرہ حق و انصاف کی بنیاد پر قائم رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ

یعنی "اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کرتے رہنا"۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کامیابی صرف فرد کی ذات تک محدود نہیں بلکہ یہ ایک اجتماعی فریضہ بھی ہے کہ ہم ایک دوسرے کو حق و صداقت کی طرف بلائیں۔ سچائی کی نصیحت انسانوں کے اخلاقی اور سماجی رویوں کو بہتر بنانے میں مددگار ہوتی ہے۔ یہ ایک ایسی روشنی ہے جو اندھیروں کو ختم کرتی ہے، جھوٹ اور فریب کو دور کرتی ہے، اور معاشرتی تعلقات کو مضبوط کرتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"الدِّينُ النَّصِيحَةُ" [25]

یعنی "دین نصیحت ہے"۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نصیحت دین کا بنیادی حصہ ہے، اور نصیحت میں سب سے اہم نصیحت حق کی ہے جو انسانوں کو صحیح راستے پر لے جاتی ہے۔ تواصی بالحق کا تعلق نہ صرف بات چیت اور نصیحت سے ہے بلکہ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ انسان اپنی زندگی میں حق پر قائم رہے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دے۔ یہ عمل معاشرتی اصلاح، عدل وانصاف، اور قانون کی بالادستی کے لیے ضروری ہے۔ جب ہر فرد اپنی کمیونٹی میں حق کی بات کرے گا، تو بدعنوانی، ظلم، اور ناانصافی کا خاتمہ ممکن ہو گا۔ اس لیے تواصی بالحق ایک کامیاب اور پائیدار معاشرے کی ضمانت ہے۔ سچائی کی نصیحت کا ایک اور اہم پہلو یہ ہے کہ یہ صبر و تحمل کے ساتھ ہونی چاہیے۔ حق کی بات کرتے ہوئے جذباتی، تلخ یا جارحانہ رویہ اختیار کرنا نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔ اس لیے تواصی بالحق میں حکمت، نرمی اور محبت کا دھیان رکھنا لازم ہے تاکہ پیغام صحیح انداز میں پہنچے اور لوگوں کے دلوں میں قبولیت پیدا ہو۔ یہی رویہ معاشرتی ہم آہنگی اور کامیابی کا ضامن بنتا ہے۔

چوتھا اصول: تواصی بالصبر (صبر کی تلقین)

سورۃ العصر کی آخری آیت میں تواصی بالصبر کو کامیاب زندگی گزارنے کے لیے لازمی قرار دیا گیا ہے۔ صبر کا مطلب ہے مشکلات، پریشانیوں اور آزمائشوں میں ثابت قدمی اور تحمل کا مظاہرہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ"

یعنی "اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کرتے رہنا"۔

یہ آیت ظاہر کرتی ہے کہ کامیابی کا حصول صرف ایمان، نیک اعمال، اور سچائی کی نصیحت تک محدود نہیں بلکہ صبر کی تلقین اور اسے اپنانا بھی اتنا ہی ضروری ہے۔ کیونکہ زندگی میں مسائل اور مشکلات آتی رہتی ہیں، اور صبر کے بغیر انسان اپنی منزل تک پہنچنا مشکل ہو جاتا ہے۔ صبر کی اہمیت کو قرآن وحدیث میں بارہا اجاگر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ [26]

یعنی "یقیناً صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا"۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ صبر کرنے والے نہ صرف دنیا میں سکون پاتے ہیں بلکہ آخرت میں بھی ان کے لیے عظیم انعامات ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا:

"الصبر ضياء" [27]

یعنی "صبر روشنی ہے"۔

یہ حدیث صبر کی روحانی اور اخلاقی اہمیت کو واضح کرتی ہے۔ صبر زندگی کے ہر شعبے میں کامیابی کے لیے کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ چاہے وہ مشکلات کا سامنا ہو، یا ناانصافی ہو، یا کوئی ذاتی نقصان، صبر ہی انسان کو ثابت قدم رکھتا ہے اور پریشانیوں سے نکلنے کا راستہ دکھاتا ہے۔ صبر کے بغیر انسان جلد ہار مان لیتا ہے یا غلط راستے اختیار کر لیتا ہے، جبکہ صبر سے انسان اپنی سوچ کو درست رکھتا ہے اور مسئلہ حل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ علاوہ ازیں،

تواصی بالصبر کا مطلب ہے کہ ہم نہ صرف خود صبر کریں بلکہ دوسروں کو بھی صبر کی تلقین کریں، خاص طور پر ایسے وقت میں جب معاشرہ مشکلات سے دوچار ہو۔ صبر کی تلقین سے افراد ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں، حوصلہ بڑھاتے ہیں، اور ایک مضبوط، متحد اور کامیاب معاشرہ بنتا ہے۔ اس لیے صبر کی نصیحت زندگی کے ہر میدان میں کامیابی کی کنجی ہے۔

وقت کی اہمیت

وقت انسان کی زندگی کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے جس کا اندازہ صرف وہی لگا سکتا ہے جو اس کی قدر جانتا ہو۔ وقت نہ تو روکا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی نعم البدل ہے۔ قرآن مجید میں سورۃ العصر کی پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے": **وَالْعَصْرِ**"[28] یعنی زمانے کی قسم، جو ہمیں وقت کی بے حد اہمیت اور اس کی قدر و قیمت کا درس دیتی ہے۔ اگر انسان اپنے وقت کو ضائع کر دے تو اس کے لیے کامیابی کے دروازے ہمیشہ بند رہ جاتے ہیں۔ وقت کے صحیح استعمال سے ہی انسان دنیا اور آخرت دونوں میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ اس لیے ہر لمحہ قیمتی ہے اور اسے فضولیات میں صرف نہیں کرنا چاہیے۔ زندگی کے ہر شعبے میں وقت کا کردار اہم ہوتا ہے۔ کامیابی اور ناکامی کا تعلق اس بات سے بھی ہے کہ انسان اپنے وقت کو کس طرح استعمال کرتا ہے۔ جو لوگ وقت کی قدر کرتے ہیں اور اس کا منصوبہ بندی کے ساتھ استعمال کرتے ہیں، وہ ہر میدان میں آگے بڑھتے ہیں۔ وقت کی ضیاع سے بچنا، فضول کاموں سے گریز کرنا، اور روزمرہ کے معمولات کو اچھی طرح منظم کرنا ہر انسان کے لیے ضروری ہے۔ کیونکہ وقت کی قدر نہ کرنے والے ہمیشہ نقصان میں رہتے ہیں اور ان کے ارادے بھی ادھورے رہ جاتے ہیں۔ دنیا کی ترقی یافتہ قوموں کی کامیابی کی بنیاد بھی وقت کی پابندی اور اس کے موثر استعمال پر رکھی گئی ہے۔ وہ قومیں جو وقت کی قدر کرتی ہیں اور اسے بہترین انداز میں استعمال کرتی ہیں، زندگی کے ہر شعبے میں نمایاں ہوتی ہیں۔ ان قوموں میں ہر کام مقررہ وقت پر کیا جاتا ہے اور وقت کے ضیاع کو نقصان سمجھا جاتا ہے۔ اس کے برعکس وہ قومیں جو وقت کی قدر نہیں کرتیں، ترقی کی دوڑ سے پیچھے رہ جاتی ہیں۔ اسلامی تعلیمات بھی ہمیں وقت کی حفاظت اور اس کے صحیح استعمال کی تاکید کرتی ہیں تاکہ ہم دنیا و آخرت دونوں میں کامیاب ہوں۔ وقت کا بہترین استعمال انسان کی زندگی میں نظم وضبط لاتا ہے اور اسے فضول کاموں سے بچاتا ہے۔ اگر انسان وقت کی قدر کرے تو وہ اپنی زندگی کے ہر لمحے کو بہتر بنا سکتا ہے۔ قرآن اور حدیث میں وقت کی قدر کرنے اور اسے ضائع نہ کرنے کی سخت نصیحت کی گئی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"نعمتان مغبون فيهما كثير من الناس: الصحة والفراغ"[29]

یعنی دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں اکثر لوگ خسارے میں رہتے ہیں، صحت اور فراغت۔

اس کا مطلب ہے کہ جو انسان صحت مند ہے اور اس کے پاس وقت ہے، اگر وہ اسے ضائع کرے تو وہ نقصان میں ہے۔ آخر میں، وقت کی اہمیت کا ادراک انسان کو اپنی زندگی میں کامیابی کے لیے راستہ دکھاتا ہے۔ وقت کی قدر و قیمت کو سمجھنا ہر انسان کی ذمہ داری ہے کیونکہ وقت گزرتا جاتا ہے، واپس نہیں آتا۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہر لمحے کو قیمتی جانیں اور اسے ضائع کرنے سے بچیں۔ سورۃ العصر کا پیغام ہمیں یہی سکھاتا ہے کہ وقت کا صحیح استعمال ایمان، عمل صالح، تواصی بالحق اور تواصی بالصبر کے ساتھ انسان کو کامیابی کی راہ پر لے جاتا ہے۔ وقت کی حفاظت انسان کی دنیا و آخرت کی کامیابی کی بنیاد ہے۔

سورۃ العصر کی روشنی میں احادیث

سورۃ العصر میں بیان کردہ چار بنیادی اصول: ایمان، عمل صالح، تواصی بالحق، اور تواصی بالصبر نہ صرف قرآن کا نچوڑ ہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث بھی ان کی تائید و تشریح کرتی ہیں۔ احادیث مبارکہ ہمیں یہ سکھاتی ہیں کہ ایمان صرف عقیدہ رکھنے کا نام نہیں بلکہ یہ زندگی بھر کا طرزِ فکر

اور طرزِ عمل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا" :ایمان کے ستر سے زائد شعبے ہیں"[30]... صحیح مسلم)، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کا تعلق عبادات، اخلاق، اور معاشرتی ذمہ داریوں سے ہے۔ اسی طرح عمل صالح کے بارے میں فرمایا گیا کہ "اللہ کو سب سے محبوب عمل وہ ہے جو مسلسل کیا جائے، اگرچہ کم ہو [31]، جو ہمیں نظم، اخلاص اور تسلسل کے ساتھ عمل کی اہمیت بتاتا ہے۔

تواصی بالحق اور تواصی بالصبر کے اصول بھی نبی اکرم ﷺ کی عملی زندگی سے بخوبی ظاہر ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ہمیشہ سچائی، عدل اور انصاف کی تلقین کی اور اپنے صحابہ کرام کو بھی اس کی تعلیم دی۔ حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا" :سچ بولو اگرچہ وہ کڑوا ہو اسی طرح صبر کے بارے میں فرمایا جو شخص صبر کرتا ہے، اللہ اسے صبر عطا فرماتا ہے اور صبر سے بہتر اور وسیع تر نعمت کسی کو عطا نہیں کی گئی "۔

یہ احادیث سورۃ العصر کے پیغام کی عملی تفسیر ہیں اور کامیاب زندگی کے لیے ہمیں ان اصولوں کو اپنانا چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے ارشادات میں بارہا ان اصولوں کی اہمیت پر زور دیا اور انہیں کامیاب زندگی کی کنجی قرار دیا۔ ذیل میں چند مستند احادیث پیش کی جا رہی ہیں جو سورۃ العصر کی تعلیمات کی تائید کرتی ہیں۔

ایمان کی فضیلت:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ایمان کے ساٹھ سے کچھ اوپر شعبے ہیں، اور حیاء بھی ایمان کا ایک شعبہ ہے [32]۔"

یہ حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ ایمان صرف ایک عقیدہ نہیں بلکہ ایک مکمل طرزِ حیات ہے، جس میں اعمال، رویے اور اخلاق شامل ہیں۔ سورۃ العصر میں ایمان کو کامیابی کا پہلا اصول قرار دیا گیا ہے۔

نیک اعمال کی اہمیت:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"سب سے بہتر انسان وہ ہے جو دوسروں کے لیے فائدہ مند ہو۔"[33]

یہ حدیث عمل صالح کی اہمیت پر روشنی ڈالتی ہے کہ ایک مسلمان کا کردار ایسا ہونا چاہیے کہ اس کے اعمال دوسروں کے لیے بھی باعثِ خیر ہوں۔ سورۃ العصر میں "وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ" کی وضاحت کے طور پر یہ حدیث رہنمائی فراہم کرتی ہے۔

حق کی تلقین (تواصی بالحق):

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے جو کوئی برائی کو دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے روکے، اگر یہ نہ ہو سکے تو زبان سے، اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو دل میں برا جانے، اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔"[34]

یہ حدیث ہمیں سچائی، انصاف اور برائی کے خلاف کھڑے ہونے کا درس دیتی ہے جو سورۃ العصر کی تواصی بالحق کی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔

صبر کی فضیلت:

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جس شخص کو اللہ تعالیٰ صبر عطا کرتا ہے، وہ اسے بہت بڑی نعمت دیتا ہے[35]

یہ حدیث صبر کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے، جیسا کہ سورۃ العصر میں "تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ" کا ذکر ہے۔ صبر ایمان کی پختگی اور کامیاب زندگی کے لیے بنیادی عنصر ہے۔

وقت کی قدر:

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں اکثر لوگ دھوکے میں رہتے ہیں: صحت اور فارغ وقت۔[36]"

سورۃ العصر کے ابتدائی الفاظ "والعصر" وقت کی قسم کھا کر انسان کو متنبہ کرتے ہیں کہ وقت کو ضائع کرنا دراصل اپنے آپ کو خسارے میں ڈالنا ہے۔ یہ حدیث اس قرآنی پیغام کی مزید توضیح کرتی ہے۔

سورۃ العصر کا پیغام:

سورۃ العصر اگرچہ قرآن مجید کی مختصر ترین سورتوں میں سے ہے، مگر اس کا پیغام اتنا جامع اور ہمہ گیر ہے کہ انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو محیط کرتا ہے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے زمانے کی قسم کھا کر انسان کو خسارے میں قرار دیا، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے، نیک اعمال کیے، ایک دوسرے کو حق کی تلقین کی اور صبر کی نصیحت کی۔ یہ چار اصول ہر زمانے کے انسان کے لیے ایک مستقل ضابطہ حیات ہیں۔ خاص طور پر آج کے جدید معاشرے میں جہاں انسان مادیت پرستی، اخلاقی انحطاط، اور وقتی مفادات میں الجھ کر اپنی روحانی و اخلاقی بنیادوں سے دور ہو رہا ہے، سورۃ العصر کی تعلیمات ایک نئی زندگی کی راہ دکھاتی ہیں۔

پیغام کے چار بنیادی اصول:

1. **ایمان**: عقیدے کی پختگی اور اللہ پر مکمل یقین انسان کو باطنی سکون، مقصدِ زندگی اور اخروی کامیابی عطا کرتا ہے۔
2. **عملِ صالح**: صرف ایمان کافی نہیں بلکہ عمل کے ذریعے اس ایمان کو ظاہر کرنا ضروری ہے۔
3. **تواصی بالحق**: سچائی، عدل، اور حق گوئی پر دوسروں کو آمادہ کرنا معاشرتی اصلاح کا اہم جزو ہے۔
4. **تواصی بالصبر**: مصیبت، ظلم، اور آزمائش کے وقت صبر کرنا فرد و معاشرہ کو مضبوط بناتا ہے۔

سورۃ العصر اور جدید معاشرہ – عملی و سماجی تناظر

جدید معاشرے کی حقیقت:

آج کا انسان ٹیکنالوجی، سائنس اور مادی ترقی کی بلندیوں کو چھو رہا ہے مگر اس کے باوجود بے سکونی، ذہنی تناؤ، معاشرتی انتشار اور اخلاقی زوال کا شکار ہے۔ خاندان بکھر رہے ہیں، نوجوان گمراہی کی طرف جا رہے ہیں، اور جھوٹ، خود غرضی، بددیانتی نے معاشرے کو کھوکھلا کر دیا ہے۔ ایسے میں سورۃ العصر کی تعلیمات ایک مکمل حل پیش کرتی ہیں۔

سورۃ العصر اور جدید اقدار:

1. **ایمان اور سائنسی معاشرہ:**

ایمان نہ صرف آخرت پر یقین کا نام ہے بلکہ یہ انسان کی نیت، کردار اور فیصلوں کو متاثر کرتا ہے۔ ایک باایمان شخص جھوٹ، دھوکہ، کرپشن اور ظلم سے بچتا ہے۔ جدید سوسائٹی میں اگر ایمان کی بنیاد پر اخلاقی تربیت ہو تو بدعنوانی، بے راہ روی اور انارکی کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

2. **عملِ صالح اور سماجی فلاح:**

جدید ریاستوں میں فلاحی نظام، عدل، تعلیم اور خدمتِ خلق کو ترجیح دی جاتی ہے۔ یہ تمام عناصر دراصل "عملِ صالح" کے عملی مظاہر ہیں۔ اگر مسلمان نیک اعمال کو اپنی زندگی کا محور بنا لیں تو سماج خود بخود عدل و انصاف، بھائی چارے اور ترقی کی راہ پر آ جائے گا۔

3. **حق کی تلقین اور میڈیا:**

میڈیا اور سوشل نیٹ ورک آج کا سب سے طاقتور ہتھیار ہے۔ اگر اسے سچ، اصلاح، دینی تعلیم، اور حق گوئی کے لیے استعمال کیا جائے تو معاشرے میں اخلاقی بیداری پیدا کی جا سکتی ہے۔ یہ "تواصی بالحق" کا جدید عملی میدان ہے۔

4. **صبر اور نفسیاتی توازن:**

جدید دور میں ذہنی دباؤ، مایوسی، اور فوری نتائج کی خواہش نے نوجوان نسل کو بے صبر بنا دیا ہے۔ صبر کا اسلامی تصور نفسیاتی سکون، قوتِ ارادی، اور استقامت عطا کرتا ہے جو موجودہ معاشرتی چیلنجز سے نمٹنے میں مددگار ہے۔

5. **قرآنی پیغام کی عصری اہمیت:**

سورۃ العصر جدید دنیا کے لیے اخلاقی ضابطہ حیات پیش کرتی ہے۔ اس کے اصول صرف مذہبی عبادات تک محدود نہیں بلکہ معاشرت، معیشت، سیاست، تعلیم، اور سوشل لائف میں قابلِ اطلاق ہیں۔ اگر حکومتیں، ادارے، اور افراد اس سورت کی تعلیمات کو اپنائیں تو دنیا میں امن، انصاف، ترقی اور خوشحالی قائم ہو سکتی ہے۔

خلاصۂ بحث

سورۃ العصر قرآن مجید کی نہایت جامع اور گہری سورت ہے، جو مختصر ہونے کے باوجود انسان کی پوری زندگی کو کامیاب بنانے کے اصول فراہم کرتی ہے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے زمانے کی قسم کھا کر واضح کیا ہے کہ انسان سراسر خسارے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو چار بنیادی صفات کے حامل ہوں: ایمان، نیک اعمال، حق کی نصیحت، اور صبر کی تلقین۔ ان چار اصولوں میں زندگی کی تمام فکری، عملی، اخلاقی اور سماجی جہات سموئی ہوئی ہیں۔ اس سورت کا پیغام صرف مذہبی یا اخروی نوعیت کا نہیں بلکہ دنیاوی زندگی کی کامیابی کے لیے بھی زبردست رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

اس تحقیق میں سورۃ العصر کے ان اصولوں کو جدید معاشرتی، تعلیمی، اخلاقی اور فردی زندگی کے تناظر میں بیان کیا گیا ہے۔ مختلف قرآنی آیات، احادیث مبارکہ، اور اسلامی مفکرین کی آراء کی روشنی میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ کامیاب زندگی گزارنے کے لیے ایمان، نیک عمل، سچائی اور صبر بنیادی ستون ہیں۔ وقت کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے اس پر زور دیا گیا کہ اگر فرد اور معاشرہ ان اصولوں کو اپنی عملی زندگی کا حصہ بنائیں تو نہ صرف انفرادی کامیابی حاصل ہو سکتی ہے بلکہ معاشرہ بھی ایک مثالی اور فلاحی معاشرہ بن سکتا ہے۔ یوں سورۃ العصر کا پیغام آج کے انسان کے لیے ایک عملی منشور کی حیثیت رکھتا ہے جو ہر دور میں کامیابی کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔

نتائج

سورۃ العصر کی روشنی میں کی گئی اس تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ کامیابی کا حقیقی تصور صرف دنیاوی معیاروں سے مشروط نہیں بلکہ ایمان، نیک اعمال، حق کی تلقین اور صبر جیسی صفات پر مبنی ہے۔ یہ چار اصول کسی بھی فرد کی زندگی میں فکری، روحانی اور اخلاقی ترقی کی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ تحقیق میں یہ بات واضح ہوئی کہ ایک ایسا معاشرہ جو ان اصولوں پر عمل کرے، وہاں نہ صرف انفرادی سکون حاصل ہوتا ہے بلکہ اجتماعی طور پر بھی انصاف، رواداری اور استقامت جیسی قدریں پروان چڑھتی ہیں۔ تحقیق کے دوران اس امر پر بھی روشنی پڑی کہ وقت کی قدر و قیمت کو سورۃ العصر میں خاص اہمیت دی گئی ہے، جو کہ دورِ حاضر میں نہایت اہم موضوع ہے۔ اس سورت کی ابتدائی آیت "وَالعَصر" وقت کی قسم کھا کر یہ تنبیہ کرتی ہے کہ انسان کا اصل خسارہ اس وقت شروع ہوتا ہے جب وہ اپنی زندگی کو بے مقصد گزارنے لگتا ہے۔ یہ نتیجہ بھی حاصل ہوا کہ ایمان اور عمل صالح ایک ساتھ مل کر زندگی کے تمام شعبوں کو متاثر کرتے ہیں؛ چاہے وہ خاندانی زندگی ہو، تعلیم و تربیت ہو یا معاشی سرگرمیاں۔

مزید یہ کہ تحقیق سے ثابت ہوا کہ تواصی بالحق اور تواصی بالصبر جیسی تعلیمات کسی بھی معاشرے میں پائیدار اخلاقی نظام کے قیام کے لیے ناگزیر ہیں۔ یہ اصول ہمیں نہ صرف انفرادی اصلاح کا راستہ دکھاتے ہیں بلکہ ہمیں دوسروں کی اصلاح اور اجتماعی خیر خواہی کی بھی تعلیم دیتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی احادیث نے ان اصولوں کی عملی وضاحت کی ہے، جس سے یہ بات مزید پختہ ہوگئی کہ اسلام کی کامیاب زندگی کا نظریہ نہایت متوازن اور ہمہ گیر ہے۔ آخر میں، اس تحقیق کا ایک نمایاں نتیجہ یہ بھی ہے کہ سورۃ العصر کا پیغام کسی ایک قوم یا دور کے لیے مخصوص نہیں بلکہ یہ ایک آفاقی ہدایت ہے جو ہر دور کے انسان کو ایک باوقار، بامقصد اور متوازن زندگی گزارنے کا طریقہ سکھاتی ہے۔ آج کے جدید دور میں جہاں مادہ پرستی اور اخلاقی زوال عام ہے، وہاں سورۃ العصر کی تعلیمات ایک روحانی تجدید کا ذریعہ بن سکتی ہیں۔ یہ نتائج ہمیں اس بات پر آمادہ کرتے ہیں کہ ہم نہ صرف خود ان اصولوں کو اپنائیں بلکہ ان کی تبلیغ بھی معاشرے میں کریں۔

سفارشات

پہلی سفارش یہ ہے کہ تعلیمی اداروں میں سورۃ العصر کے پیغام کو نصاب کا حصہ بنایا جائے، اور طلباء کو ایمان، نیک اعمال، حق گوئی اور صبر جیسے اقدار کی عملی تربیت دی جائے۔ اس سورت کا پیغام نہایت جامع اور مختصر ہے، جسے بچے، نوجوان اور بالغ افراد با آسانی سمجھ سکتے ہیں۔ اگر تعلیمی مراحل میں ان اصولوں کی بنیاد رکھ دی جائے تو طلباء نہ صرف تعلیمی طور پر کامیاب ہوں گے بلکہ اخلاقی و معاشرتی لحاظ سے بھی ایک باوقار شہری بن سکیں گے۔

دوسری سفارش یہ ہے کہ معاشرتی سطح پر وقت کی اہمیت اور مثبت کردار سازی کے لیے عوامی آگاہی مہمات شروع کی جائیں۔ میڈیا، مساجد، اور سماجی تنظیموں کے ذریعے سورۃ العصر کے پیغام کو عام کیا جائے تاکہ ہر فرد اپنے وقت کو قیمتی سمجھے اور اپنی زندگی کو مفید بنائے۔ خاص طور پر نوجوان نسل کو یہ سکھایا جائے کہ وقت ضائع کرنا دراصل اپنی صلاحیتوں کو ضائع کرنا ہے، اور کامیاب زندگی کا آغاز وقت کے درست استعمال سے ہی ہوتا ہے۔

تیسری سفارش یہ ہے کہ مساجد اور دینی ادارے سورۃ العصر کے چار رہنما اصولوں پر خطبات، دروس، اور سیرت النبی ﷺ کے حوالے سے مستقل نشستوں کا اہتمام کریں۔ علماء کرام کو چاہیے کہ وہ ان اصولوں کو روزمرہ زندگی سے جوڑ کر پیش کریں تاکہ عوام ان کی افادیت کو بہتر انداز میں سمجھ سکیں اور عمل کے لیے آمادہ ہوں۔

چوتھی سفارش یہ ہے کہ خاندانی سطح پر والدین اور سرپرست افراد کو چاہیے کہ وہ بچوں کی تربیت میں سورۃ العصر کی تعلیمات کو بنیاد بنائیں۔ بچوں کو شروع سے ہی ایمانداری، نیکی، سچائی، اور صبر جیسے اوصاف سکھائے جائیں تاکہ وہ نہ صرف دنیا میں کامیاب ہوں بلکہ آخرت میں بھی سرخرو ہو سکیں۔ یہ تربیت گھریلو ماحول کو پرامن، محبت بھرا اور باہمی اعتماد پر قائم رکھنے میں مدد دے گی۔

پانچویں سفارش یہ ہے کہ ریاستی پالیسیوں اور سماجی منصوبہ بندی میں بھی اخلاقی اصولوں کو جگہ دی جائے۔ معاشی، تعلیمی اور ثقافتی پالیسیوں میں اسلامی تعلیمات، خصوصاً سورۃ العصر جیسے جامع پیغامات کو بنیاد بنایا جائے تاکہ قومی سطح پر کردار سازی اور اخلاقی تربیت ممکن ہو سکے۔

حوالہ جات

---

[1] القرآن، 2:2

[2] امام مسلم، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، حدیث نمبر: 2699

[3] القرآن، 103:2-1

[4] مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 1986) 6/447

[5] قطب، سید، فی ظلال القرآن، سورۃ العصر کی تفسیر (قاہرہ: دارالشروق، 2003)ص1145

[6] القرآن، 3:103

[7] مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، 6/447

[8] طبری، محمد بن جریر، جامع البیان فی تفسیر القرآن (بیروت: دارالمعرفۃ، 2001)30/523

[9] طبری، محمد بن جریر، جامع البیان فی تفسیر القرآن، 30/524

[10] ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم (قاہرہ: دارالکتب العلمیۃ، 2002)4/552

[11] راغب اصفہانی، حسین بن محمد۔ المفردات فی غریب القرآن (بیروت: دارالقلم)ص536

[12] ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، 4/552

[13] الغزالی، ابوحامد، احیاء علوم الدین، (بیروت: دارالمعرفۃ، 2004)1/213

[14] الرازی، فخر الدین، مفاتیح الغیب (بیروت: داراحیاء التراث العربی، 1999)32/396

[15] ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، العقیدہ الواسطیہ (ریاض: دار السلام، 1995)، ص155

[16] الطبری، محمد بن جریر، جامع البیان عن تأویل آي القرآن (بیروت: دارالفکر 2001)ص523

[17] القرطبی، محمد بن احمد، الجامع لأحکام القرآن، (بیروت: دارالکتب العلمیۃ، 2003)20/496

[18] ابن قیم الجوزیہ، عدۃ الصابرین (ریاض: دار عالم الفوائد، 1997)ص:114

[19] القرطبی، محمد بن احمد، الجامع لأحکام القرآن، 20/153

[20] الشافعی، محمد بن ادریس، الرسالۃ، تحقیق: احمد محمد شاکر (قاہرہ: دار التراث)ص34

[21] القرآن، 97:16

[22] القرآن، 3:103

[23] بخاری، امام محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، حدیث نمبر:4927

[24] القرآن، 97:16

[25] امام مسلم، صحیح مسلم، حدیث نمبر:196

[26] القرآن، 10:39

[27] ابن ماجہ، محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر:3517

[28] القرآن، 1:103

[29] بخاری، صحیح البخاری، حدیث نمبر:2304

[30] مسلم، صحیح مسلم:، حدیث نمبر:35

[31] معجم الاوسط للطبرانی، حدیث:5787

[32] مسلم، صحیح مسلم، حدیث نمبر:35

[33] معجم الاوسط للطبرانی، حدیث نمبر:5787

[34] امام مسلم، صحیح مسلم: حدیث نمبر:49

[35] امام بخاری، صحیح بخاری، حدیث نمبر:1469

[36] امام بخاری، صحیح بخاری، حدیث نمبر:6412